Cosmos Multidisciplinary Research E-Journal Online Available at www.cmrj.in
Recognized International Peer Reviewed Journal Impact Factor 4.94 ISSN No. 2456-1665

Analytical study of Feminism in Mrs.Myatri Pushpa's Hindi Short Stories

مسز میتری پشپا کی ہندی مختصر کہانیوں میں تانیثیت: ایک تجزیاتی مطالعہ

سید شبیر سید وزیر (ریسرچ اسکالر)

ریسرچ گائیڈ: پروفیسر ڈاکٹر مقبول سلیم

ڈاکٹر باباصاحب امبیڈکر مراٹھواڑہ یونیورسٹی اورنگ آباد

صدر شعبہ اردو، پرمیلا دیوی پاٹل آرٹس اینڈ سائنس کالج، نیک نور، ضلع بیڑ

افسانہ، اردو اور ہندی دونوں زبانوں کی نثر میں سب سے زیادہ مقبول صنف ہے۔ اردو افسانہ "افسانہ"، "مختصر کہانی" اور "مختصر افسانہ" ان تین ناموں سے مشہور ہے۔ جبکہ ہندی میں اسے "کتھا" یا "آکھیائیکا" بھی کہتے ہیں۔ "کتھا" یہ لفظ "کتھ" سے ماخوذ ہے۔ جس کا عام طور پر یہ مطلب ہوتا ہے کہ "وہ جو کہا جائے"۔ افسانہ موجودہ ہندی ادب کی مقبول صنف ہے۔

موجودہ دور میں جس تحریک نے ادب کو متاثر کیا وہ تانیثی تحریک ہے۔ جس کی شروعات مغربی ممالک میں ہوئی تھی اور بعد میں یہ مشرقی ممالک میں اپنا اثر قائم کرنے میں کامیاب نظر آتی ہے۔ ہر زمانہ اور اس میں رونما ہونے والے حادثات، واقعات اور تحریکات کی عکاسی کرنے کی بھرپور صلاحیت صنف افسانہ میں پائی جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب تانیثیت کی تحریک نے جنم لیا تو مغربی ادب کے دیگر اثرات کی طرح مشرقی ادب پر تانیثیت بھی اثر انداز ہوئی اور اردو کے ساتھ ساتھ ہندی افسانوں میں بھی تانیثیت کے عناصر نظر آنے لگے۔

تانیثیت ایک ایسی تحریک ہے جو انیسویں صدی کے اواخر اور بیسویں صدی کی ابتدا میں ایک صدائے احتجاج بن کر کئی یورپی ملکوں مثلاً برطانیہ، امریکہ، فرانس اور جرمنی وغیرہ میں رونما ہوئی۔ تانیثیت، مرد اساس نظام واقدار کی اس ذہنیت اور اس رویے کے خلاف شعوری طور پر احتجاج بلند کرتی ہے۔ جس کی وجہ سے عورت اور مرد کے درمیان صنفی افتراق کو عورت کی کمتری کا جواز مانا گیا ہے اور عورت کو ایک محکوم اور مظلوم مخلوق کا درجہ دے دیا گیا ہے۔ لہٰذا تانیثیت اس غیر متوازن تصورات کی نفی کرتی ہے اور ایک ایسے نظام کا مطالبہ کرتی ہے جو توازن اور مساوات پر مبنی ہو۔ یہ صرف ادبی متون کا نام نہیں بلکہ یہ پوری انسانی تاریخ کے مطالعے کا ایک نیا تناظر بھی فراہم کرتی ہے۔

اردو اور ہندی افسانہ نگاروں کے منتخب افسانوں میں تانیثیت کے پہلوؤں کی نشاندہی کی جائے تو ہم یہ محسوس کرسکیے ہیں کہ اردو اور ہندی دونوں زبانوں کے افسانوں میں خواتین پر ہو رہے ظلم و ستم کے خلاف آواز بلند کی گئی ہے اور پدرسری نظام سے چھٹکارہ دلا کر مردوں کے برابر درجہ دلانے کی بھرپور کوشش نظر آتی ہے۔ جن ہندی افسانہ نگاروں نے ہندی افسانوں میں تانیثی پہلوؤں کو پیش کیا ہے، اُن میں چند مخصوص مصنفین اس طرح ہیں: جئے شنکر پرساد، ہوم وتی دیوی، سبھدرا کماری دیوی، ستیہ وتی ملک، کرشنا سوبتی، نرمل ورما، راجندر یادو، اوشا پریمودا، منو بھنڈاری، کملیشور، مردلا گرگ، اور مسز میتری پشپا وغیرہ۔

مسز میتری پشپا کی پیدائش ۳۰ نومبر ۱۹۴۴ کو سکر گاؤں ضلع علی گڑھ میں ہوئی تھی۔ انھوں نے اپنی ابتدائی زندگی کھلی گاؤں ضلع جھانسی میں گزاری۔ انھوں نے تعلیم بھی جھانسی میں ہی حاصل کی تھی مسز میتری پشپا نے اپنے ناولوں اور افسانوں کے ذریعے ہندی ادب میں اپنی خاص اور منفرد پہچان بنائی ہے۔ "سمرتی دش، چاک، الما کبوتری، کہیں اسوری فاگ، بیتوا بہتی رہی، چہنار، ادا۔ گناہ بے گناہ، کستوری کنڈل بسیں، گڑیا بھیتر گڑیا، للما میاں، پریملہٹ، فیصلہ، سسٹر سیندھ، اب پھول نہیں کھلتے، بوجھ، پگلا گئی ہے بھاگوتی، چھانہہ، تم کس کی ہو بنی؟، لکیریں، اگن پاکھی، کھلی کھڑکیاں" وغیرہ اُن کی مشہور کہانیاں ہیں۔ افسانہ "ڈھیسلا" پر ٹیلی فلم بن چکی ہے۔ ان کی ادبی خدمات پر انھیں متعدد انعامات اور اعزازات سے نوازا جا چکا ہے۔ جن میں "ہندی اکادمی ساہتیہ کرتی ایوارڈ" نیز افسانہ "فیصلہ" کے لیے "کتھا پرسکار" ناول "بیتوا بہتی رہی" کے لیے "اتر پردیش ہندی سنستھان" کی جانب سے "پریم چند سمان"، اسی طرح ناول "ادا" کے لیے "شاشوتی سنستھا بنگلور" کی جانب سے "ننجنا گڈوتر ومالنبا ایوارڈ" اور مدھیہ پردیش ساہتیہ پریشد کی جانب سے "ویر سنگھ دیو سمان"، "ون مالی سمان" وغیرہ اعزازات شامل ہیں۔

میتری جی پہلی خاتون لیکھکا سمجھی جاتی ہیں جنھوں نے اپنی تحریروں میں دیہاتی عورت کی آواز کو جاننے، سمجھنے اور اس کا اظہار کرنے کے لیے غور کیا، وہ کہتی ہیں کہ "شادی سے پہلے میں ایک ایسی لڑکی تھی جس کے پاس کھانے کے لیے روٹی بھی نہیں تھی، رہائش کے لیے مکان بھی نہیں تھا، تعلیم حاصل کرنے کا کوئی ذریعہ نہیں تھا۔انسان اپنی ساری زندگی بھول جاتا ہے لیکن بچپن کو نہیں بھولتا"۔

میتری پشپا نے اپنی کہانیوں میں اس طبقے کو جگہ دی ہے جسے آج کا شہری سماج کوئی اہمیت نہیں دیتا۔انھوں نے اپنے افسانوں میں عورتوں کو خاص طور پر پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ان کے افسانوں میں عورت اپنے سکھ دُکھ اور تمام طرح کی پریشانیوں کے ساتھ اپنی ایک آزاد پہچان بنانا چاہتی ہے۔افسانے کے موضوعات جو شہری زندگی اور اس کے کرداروں کی طرف رجوع ہو گئے تھے، اس کو پھر سے گاؤں کی طرف موڑنے کی کوشش کی ہے۔

میتری جی نے اپنے بچپن سے ہی سماج میں جو کچھ دیکھا اور سُنا اس کو اپنی کہانیوں اور ناولوں میں موضوع بنایا۔انھوں نے دیکھا کہ عورت کا مقدر ہندوستان کی آزادی کے بعد بھی نہیں بدلا ہے ہزاروں سال سے عورتوں پر جو ظلم ہو رہے تھے اُن میں کوئی تبدیلی نہیں آئی تھی۔عورتوں کی زندگی سے متعلق میتری پشپا خود رقمطراز ہیں:

> " ڈاکٹر امبیڈکر نے شدروں کی قسمت بدل دی مگر آزادی میں حصہ لینے والی عورتیں کہیں نہیں تھیں کہ عورت کی بات کہتی، یا پھر ان میں ابھی شدر جیسی ہمت نہ تھی کیونکہ مرد کسی بھی ذات کا ہو مرد تو مرد ہی ہے۔عورت سے زیادہ طاقتور اس سے زیادہ اہمیت کا مالک۔بات یہ ہے کہ اس سے ان کی ذات نظر انداز کی جاسکتی ہے، لیکن عورت جسم والی عورت اپنا چولا کیسے بدلے؟ دلت مردوں کی قطار میں کھڑے کر دیے جائیں کیسے پہچانے جاسکتے ہیں۔ کہ عورت جھٹ سے پہچان میں آجائے گی۔شاید اس لیے ہی عورتوں نے اپنی آزادی کے بارے میں کچھ نہیں سوچا۔"(۱)

میتری پشپا کی نظر میں عورت کی حالت میں اب تک تبدیلی نہیں آئی ہے۔عورت کو اپنی عقل و ہنر پر کبھی یقین نہیں رہا۔مردوں نے کبھی اس کو اہمیت نہیں دی، ان کا خیال ہے کہ ابتدائے آفرینش سے لے کر آج تک عورتیں مردوں کی خواہشات کا، ان کی عزت، آبرو کے نام پر قربان کی جاتی رہی۔سماج نے عورتوں کی جو حیثیت صدیوں سے طے کی ہوئی تھی اس کو میتری پشپا نے ماننے سے انکار کر دیا۔

انھوں نے مرد ادیبوں کے نظریے سے عورتوں کو دیکھنا گوارا نہیں کیا۔ان کے ناولوں اور افسانوں میں عورت کے کردار خاص طور پر بہت مضبوط ہیں۔ان خواتین کردار کے متعلق راجندر یادو کی رائے ہے کہ:

"میتری بظاہر سے شالین ہونے کے باوجود اندر سے سخت ہے جو طے کر لیتی ہے اسے پورا کرتی ہے۔شاید اس لیے میتری کی عورت کے کردار کی نشو نما ہوتی ہے تو وہ حالات کے دباؤ میں خرگوش سے شیرنی بن جاتی ہیں۔" (۲)

میتری پشپا نے کل سات ناول لکھے ہیں جو بالترتیب 'بیتوا بہتی رہی، ادنم، چاک، جھولانٹ، الما کبوتری، وِزن، اور، اگن پاکھی' کے عنوان سے شائع ہو چکے ہیں۔انھوں نے اتنے کم وقت میں ان بہترین ناولوں سے ہندی ادب کو نوازا۔ان ناولوں کے علاوہ اب تک میتری پشپا کے تین افسانوی مجموعے آچکے ہیں۔'للمنیا، گوماں ہنستی ہے، اور چھنار' مذکورہ افسانوی مجموعوں کو مقبولیت حاصل ہوئی۔افسانوی مجموعہ "للمنیا" ۱۹۹۶ میں منظر عام پر آیا۔اس کے سبھی افسانے موضوع کے اعتبار سے سماج کے دبے کچلے طبقے کے مسائل کو پیش کرتے نظر آتے ہیں۔

میتری پشپا کے افسانوں میں اگر ہم تانیثی پہلوؤں کو تلاش کرنے کی کوشش کریں تو ہم دیکھیں گے کہ اُن کے متعدد افسانوں میں تانیثیت کی عکاسی نظر آتی ہے۔افسانہ "بیٹی" میں انھوں نے لڑکیوں کی تعلیم کو موضوع بنایا ہے۔اس افسانے میں 'چاچی' ہندوستانی ماں کی ذہنیت کی نمائندہ ہے، جو بیٹی کو پرایا دھن مانتی ہے اور اس کی تعلیم کو ضروری نہیں سمجھتی ہے۔ اس سے بیٹی 'مُنی' اپنی تعلیم سے متعلق سوالات کرتی ہے کہ۔ پانچ پانچ لڑکوں کو وہ پڑھا سکتی ہے تو پھر

Cosmos Multidisciplinary Research E-Journal Online Available at www.cmrj.in
Recognized International Peer Reviewed Journal Impact Factor 4.94 ISSN No. 2456-1665

مجھے کیوں نہیں؟۔اس سوال کا جواب ماں یوں دیتی ہے:

"رونکلی ہی بات کی ہٹھ کرتی ہے تو، ہم نے کہہ دیا نا، نہیں پڑھا سکیے تجھے۔"(۳)

منی دوبارہ پھر سے سوال کرتی ہے کہ کیوں اماں مجھے کیوں نہیں پڑھا سکتی؟۔اس سوال کے جواب میں ماں اس طرح جواب دیتی ہے:

"حد ہوتی ہے کہ نہیں؟ بہت زبان چل گئی تیری، تو لڑکوں کی برابری کرتی ہے۔بیٹے تو بڑھاپے کی لاٹھی ہیں ہماری، ہمیں سہارا دینگے، تو پرائے گھر کا دلدر۔ تیری کمائی نہیں کھانی ہمیں، کہہ دیا نہ کان کھول کر سن لے۔"(۴)

افسانہ ''تم کس کی ہو بنی'' میں میتری پشپا نے ہندوستانی سماج میں بیٹے کی اہمیت کو دکھایا ہے۔بیٹے کی خواہش میں بچے پیدا کیے جاتے ہیں اب ماں آرتی، کو بیٹے کی جگہ ''بنی''(بیٹی) پیدا ہوتی ہے تو گھر کے لوگ غم میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔بنی گھر میں ماں کی شفقت اور گھر کے دوسرے فرد کے پیار سے محروم رہتی ہے۔یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس سے آج بھی معاشرہ دوچار ہو رہا ہے۔

میتری پشپا کا افسانوی مجموعہ ''گوما ہنستی ہے'' ۱۹۹۸ میں منظر عام پر آیا۔اس مجموعے کی کہانیوں میں بھی مرکزی حیثیت عورت اور اس کے مسائل کو ہی حاصل ہے۔وہ اپنے ساتھ ہونے والی تمام طرح کی زیادتیوں کو سہنے کے بعد بھی اپنی ایک الگ آزاد پہچان بنانے کی طرف گامزن ہیں۔وہ بے خوف ہو کر اپنا حق چاہتی ہیں۔وہ سماج میں عورتوں کو لے کر بنائے گئے پرانے اصولوں اور قدروں پر غور کرنے پر مجبور کرتی ہیں۔

اس طرح مجموعی طور پر ہم کہہ سکیے ہیں کہ میتری پشپا نے اپنی کہانیوں میں ڈرامائی کیفیت پیدا کی ہے،ان کی تمام کہانیاں سماج میں رونما ہونے والے واقعات کی تصویر پیش کرتی ہیں۔ کبھی ہماری آنکھیں کھولتی ہیں تو کبھی ہمیں غور و فکر کے لیے آمادہ کرتی ہیں۔

حوالہ جات:

۱۔بھارتیہ لیکھک میتری پشپا۔ صفحہ ۳۰

۲۔بھارتیہ لیکھک، یمنا اور چمبل کا پانی میتری پشپا۔راجندر یادو۔ صفحہ ۳۱

۳۔بٹی، للمنیا تتھاانیہ کہانیاں میتری پشپا۔ صفحہ ۹۴

مقالہ ہذا کی تیاری میں معاون کتب و رسائل:

۱۔ہندی ساہتیہ کا اتہاس۔رام چندر شکلا

۲۔بیسویں شتابدی کا ہندی ساہتیہ۔وجے موہن سنگھ

۳۔نئی کہانی کی بھومیکا۔ کملیشور

۴۔کہانی کے نئے پرتمان۔ڈکٹر کمار کرشنا

SYED SHABBIR SYED VAZEER
(Research scholar)
Dr.B.A.M.U.Aurangabad
Email: shabbir.nanded@gmail.com
Mob No: 9923143197

Research Guide:
Prof. Dr. Maqbool Saleem
H.O.D. Urdu Dept.Parmiladev
Patil Arts &Science College
Neknoor,Tq.Dist.Beed